فہرست مضامین

حرف آغاز

اسلامی تاریخ میں ہجرتِ مدینہ کی اہمیت — سید جلال الدین عمری — ۵

تحقیق وتنقید

مکی عہد میں تجارتی معاہدوں کی قریشی روایت — پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی — ۱۷

فتاویٰ عالم گیری۔ المسوّی کا ایک بنیادی ماخذ — ڈاکٹر ضیاء الدین ملک فلاحی — ۴۱

بحث ونظر

اجتہاد اور اس کا تاریخی ارتقائ — پروفیسر محمد انس حسان — ۵۷

سیر وسوانح

شیخ محمد الغزالی اور ان کی تصنیف فقہ السیرۃ ایک تعارف — ڈاکٹر صفدر سلطان اصلاحی — ۷۵

ترجمہ وتلخیص

دورِ جدید کی چند مفسّر خواتین — ڈاکٹر عفاف عبد الغفور حمید — ۸۹
مترجمہ: محترمہ ندیم سحر عنبرین

تعارف وتبصرہ

نسائیات — ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی — ۱۱۵

دارالمصنفین کی عربی خدمات — ،، ،، — ۱۱۷

خبر نامہ ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی (۵۲) — ۱۲۰

مضامین کا انگریزی خلاصہ — ۱۲۱۔۱۲۸

اس شمارے کے لکھنے والے

۱۔ پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی

سابق چیرمین، شعبۂ اسلامک اسٹڈیز، مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ

mnz_comp@yahoo.in

۲۔ ڈاکٹر ضیاء الدین ملک فلاحی

استاد، شعبہ اسلامک اسٹڈیز، مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ

ziauddin.malik.falahi@gmail.com

۳۔ پروفیسر محمد انس حسّان

گورنمنٹ ڈگری کالج، جہانیاں، پاکستان

anskashmiri @gmail.com

۴۔ ڈاکٹر صفدر سلطان اصلاحی

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبۂ کلیات، طبیہ کالج، مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ

۵۔ ڈاکٹر عفاف عبد الغفور حمید

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ تفسیر وعلوم القرآن، کلیۃ الشریعۃ والدراسات الاسلامیۃ،

جامعہ شارقہ (U.A.E.)

۶۔ محترمہ ندیم سحر عنبریں

ریسرچ اسکالر، شعبۂ اسلامک اسٹڈیز، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

nadeemamber90@gmail.com

۷۔ محمد رضی الاسلام ندوی

سکریٹری تصنیفی اکیڈمی، جماعت اسلامی ہند، نئی دہلی

mrnadvi@yahoo.com

۸۔ سید جلال الدین عمری

صدر ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی، علی گڑھ

اسلامی تاریخ میں ہجرتِ مدینہ کی اہمیت

——— سیّد جلال الدین عمری

عرب کی تاریخ ان کے کسی اہم واقعہ سے متعلق ہوتی تھی۔ جیسے حضرت ابراہیمؑ کے آتش نمرود سے صحیح سالم نکل آنے کا واقعہ۔ خانہ کعبہ کی تعمیر یا اس کے صدیوں بعد اصحاب الفیل کا واقعہ، جس میں ابرہہ کے ہاتھیوں کی فوج، جو خانہ کعبہ کو منہدم کرنے کے لیے آئی تھی، تباہ ہوگئی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا عظیم کرشمہ تھا۔ اس طرح کے بڑے واقعات سے عرب اپنی تاریخ بیان کرتے تھے۔ جیسے فلاں واقعہ اصحاب فیل کے واقعہ سے اتنی مدت قبل یا بعد میں پیش آیا۔

حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس کی گئی کہ اسلامی تقویم کہاں سے شروع ہو اور اس کی تاریخ کا حساب کیسے رکھا جائے؟ آپ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا۔ کسی نے تجویز پیش کی کہ روم کی تاریخ کو اپنا لیا جائے۔ لیکن یہ بات سامنے آئی کہ ان کی تاریخ متعین نہیں ہے، بلکہ بدلتی رہتی ہے۔ کسی نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی بعثت کو اسلامی تاریخ کی بنیاد بنایا جائے۔ کسی نے مشورہ دیا کہ آپ کی وفات کو بنیاد مان لیا جائے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہجرت کو اسلامی تاریخ کی بنیاد ہونا چاہیے، اس لیے کہ اس نے حق و باطل کے درمیان فرق کردیا۔ حضرت علیؓ کی بھی یہی رائے تھی کہ ہجرت کو اسلامی تاریخ کی بنیاد ہونا چاہیے، جس میں رسول اللہ ﷺ سرزمینِ شرک کو چھوڑ کر مدینہ تشریف لائے۔ اس پر اتفاق ہوگیا۔ یہ سن ۱۷ یا ۱۸ھ کا واقعہ ہے۔ صحابہ کرام نے سال کا آغاز محرم سے قرار دیا جو عربی تاریخ کا پہلا مہینہ ہے۔[۱]

۱۔ ہجری تاریخ کی تعیین کی بحث کے لیے ملاحظہ ہو طبری، تاریخ الامم والملوک: ۲/ ۳-۶

رسول اللہ ﷺ کا سفرِ ہجرت ماہ ربیع الاوّل میں شروع ہوا اور ۱۲/ ربیع الاوّل کو آپ کی مدینہ تشریف آوری ہوئی۔[1]

مکہ میں کام یابی کی بشارتیں

مکہ میں رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرامؓ سخت آزمائشوں سے گزر رہے تھے۔ انہیں اسلام پر کھل کر عمل کرنے اور اس کی دعوت وتبلیغ کی اجازت نہیں تھی۔ آپ کے مخالفین کی پوری کوشش تھی کہ اسلام مکہ میں قدم نہ جمانے پائے اور ہمیشہ کے لیے اس کا خاتمہ ہوجائے۔ اس کے لیے روز مشورے ہوتے اور نت نئے اقدامات کیے جاتے تھے۔ یہ پورا دور مظلومیت کا دور تھا۔ کسی کو اس کی توقع نہیں تھی کہ یہ مظلومیت ختم ہوگی، اہل ایمان آزادی کی فضا میں سانس لیں گے، اسلام کو فروغ حاصل ہوگا اور وہ فتح و کام رانی سے ہم کنار ہوگا۔ ان نازک حالات میں قرآن نے بار بار کہا کہ حالات یقینا بدلیں گے، مخالف قوتیں اپنے عزائم اور منصوبوں میں ناکام ہوں گی اور اسلام کو سر بلندی حاصل ہوگی۔ پورے زور اور قوت کے ساتھ کہا گیا: اللہ کے رسولوں کو اس کی نصرت حاصل رہی ہے، اب بھی حاصل ہوگی۔ یہاں مکی سورتوں سے بعض حوالے دیے جا رہے ہیں:

إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِيْ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ۔ (غافر:۵۱)	بے شک ہم مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ان لوگوں کی جو ایمان لائے، دنیا کی زندگی میں بھی اور اس روز بھی جب گواہ کھڑے ہوں گے۔

یہی بات ایک اور جگہ ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے:

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ۔ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنصُورُونَ۔ وَإِنَّ جُندَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ۔ (الصّٰفّٰت:۱۷۱-۱۷۳)	ہمارا یہ فیصلہ ہمارے ان بندوں کے حق میں جو رسول بنائے گئے ہیں، پہلے ہی ہو چکا ہے کہ ان کی مدد ضرور ہوگی اور ہمارا لشکر ہی غالب ہوگا۔

---

[1] ابن حجر، فتح الباری: ۷/ ۲۳۲

ایک اور مقام پر فرمایا کہ یہ دورِ جور و ستم ہمیشہ باقی نہیں رہے گا، ظلم کی چکی یوں ہی نہیں چلتی رہے گی، ظالموں کے سامنے ان کا انجامِ بد بہت جلد آنے والا ہے:

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ۔ (الشعراء:۲۲۷)

جن لوگوں نے ظلم (اور ہٹ دھرمی) کی راہ اختیار کی ہے انہیں جلد ہی معلوم ہوجائے گا کہ وہ کس انجام سے دوچار ہونے والے ہیں۔

یہ بات ایک اور موقع پر ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے:

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ۔ (القمر:۴۵)

بہت جلد یہ جتھا شکست کھا جائے گا اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔

فرمایا گیا کہ مخالفین نوشتۂ دیوار کیوں نہیں پڑھ رہے ہیں کہ ان کی تمام تدابیر کے باوجود اللہ کے دین کو پھیلنے اور عام ہونے سے روکنا ان کے لیے ممکن نہیں ہے۔ کیا وہ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ خود ان ہی کے گھروں میں اس دین کے ماننے والے پیدا ہورہے ہیں اور اس کی حمایت میں کھڑے ہورہے ہیں، مکہ کے اطراف میں اسلام پھیل رہا ہے، زمین ان کے قدموں کے نیچے سے کھسک رہی ہے، پھر بھی وہ اس خیالِ خام میں ہیں کہ ان کا اقتدار لازوال ہے اور ان کا غلبہ وتسلط باقی رہے گا۔ (الرعد:۴۱، الانبیائ: ۴۴)

مکہ میں غلبۂ دین کی جو بشارت دی گئی اور مخالفین کو جس انجام سے آگاہ کیا گیا، ہجرت کے بعد اس کا ظہور ہوا اور اسلام عملاً غالب ہوگیا۔

مکہ سے ہجرت کی ترغیب

مکہ میں مسلمان جن دشوار گزار اور صبر آزما حالات سے گزر رہے تھے ان میں کہا گیا کہ ہوسکتا ہے کہ یہ سرزمین تم پر مزید تنگ ہوجائے اور تمہیں اپنے دین کی خاطر اسے چھوڑنا پڑے، عزیزوں اور رشتہ داروں کی جدائی اور مال و جائداد کا خسارہ برداشت کرنا پڑے۔ اگر تم نے یہ ہمت کی اور اللہ کے لیے ہجرت کی تو اللہ کی نصرت تمہیں حاصل ہوگی، اس کے بعد تمہاری مظلومی کا دور ختم ہوگا، غلبہ اور سربلندی کی راہ ہموار ہوگی اور دنیا و آخرت

کی فلاح تمہارے حصہ میں آئے گی۔ چناں چہ سورہ نحل میں، جو مکی ہے، ارشاد ہے:

وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِی اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَکْبَرُ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ۔ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ۔ (النحل: ۴۱-۴۲)	جن لوگوں نے اللہ کے لیے ہجرت کی ظلم و زیادتی کی وجہ سے جو ان پر کیا گیا تو ہم دنیا میں ان کو بہترین ٹھکانا دیں گے اور آخرت کا اجر بہت بڑا ہے۔ کاش یہ (مخالفین) جانتے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے تکلیفیں برداشت کیں اور جو اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔

یہ بات اس وقت کہی جارہی تھی جب کہ مکہ سے اہل ایمان خاموشی سے حبشہ ہجرت کررہے تھے۔ انہوں نے بعد میں مدینہ بھی ہجرت کی۔ اس طرح انہیں دو ہجرتوں کا ثواب حاصل ہوا۔[۱]

جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں اور اس کی رضا کے لیے ہجرت کی اور گھر بار چھوڑا ان سے دنیا میں 'بہترین ٹھکانے' کا وعدہ کیا گیا۔ اس سے مدینہ مراد ہوسکتا ہے، جو مہاجرین کا مرکز بنا اور جہاں اسلامی ریاست کا قیام عمل میں آیا۔ اس کے مفہوم میں فتح و نصرت اور اسلامی اقتدار کی توسیع بھی شامل ہے، معیشت کی فراخی اور خوش حالی بھی اسی کا ایک حصہ ہے۔ اس سے نیک نامی اور ذکر خیر بھی مراد لیے گئے ہیں۔ مفسرین کے ہاں ان مختلف پہلوؤں کا ذکر موجود ہے۔ ان سب کی گنجائش ہے۔[۲]

سورۂ عنکبوت مکی سورت ہے۔ یہ اس دور میں نازل ہوئی جب اہل ایمان پر جور وتشدد آخری حد کو پہنچ رہا تھا۔ ان حالات میں کہا گیا کہ آزمائشیں اور امتحانات اس راہ

---

[۱] بعض حضرات کی رائے ہے کہ ان آیات میں ہجرتِ مدینہ کا ذکر ہے، لیکن سورۂ نحل مکی ہے۔ اس میں ہجرتِ مدینہ کا حوالہ نہیں آسکتا۔ مفسّر ابن عطیہ اندلسی کہتے ہیں کہ ان آیات میں ان اصحاب کا ذکر ہے جنھوں نے حبشہ ہجرت کی۔ یہی جمہور کی رائے ہے اور یہی صحیح ہے، اس لیے کہ اس آیت کے نزول کے وقت ہجرتِ مدینہ واقع نہیں ہوئی تھی۔ ابن عطیہ، المحرر الوجیز: ۵/ ۵۶-۳۔ یہی بات ماوردی نے بھی کہی ہے کہ آیت کا تعلق ہجرت حبشہ سے ہے۔ تفسیر الماوردی: ۲/ ۳۹۰

[۲] ماوردی، النکت والعیون: ۲/ ۳۹۰-۳۹۱

کا لازمی حصہ ہیں۔ اس سے ایمان میں اخلاص اور عدم اخلاص کا ثبوت فراہم ہوتا ہے۔اسی سلسلہ میں کہا گیا کہ مکہ کی زمین تمہیں برداشت نہیں کررہی ہے تو اسے چھوڑ کر کسی ایسی جگہ چلے جاؤ جہاں تم اللہِ واحد کی عبادت کرسکو۔ارشاد ہے:

يٰعِبَادِیَ الَّذِيْنَ آمَنُوا اِنَّ أَرْضِیْ وَاسِعَةٌ فَإِيَّایَ فَاعْبُدُونِ ۔(العنکبوت:۵۶)

اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو! میری زمین کشادہ ہے۔پس تم میری ہی عبادت کرو۔

آدمی یہ سوچ سکتا ہے کہ گھر بار،خویش واقارب، زمین جائیداد اور کاروبار چھوڑ کر کسی اجنبی جگہ چلا جائے تو روزی روٹی کا کیا ہوگا اور زندگی کیسے گزرے گی؟ اس کے جواب میں فرمایا گیا کہ دیکھو، دنیا میں کتنے ہی جان دار ہیں جو اپنا رزق اپنے سر پر اٹھائے نہیں پھرتے۔ وہ بھوکے نہیں مرتے۔ اللہ ان کو رزق دیتا ہے۔ وہ تم کو بھی رزق دے گا۔ (العنکبوت:۶۰)

اس طرح مکہ میں یہ ماحول بنایا گیا کہ اللہ کے دین کی خاطر ہر تکلیف برداشت کی جاسکتی ہے۔اس کے لیے گھر بار چھوڑنا اور ترک وطن کرنا پڑے تو ایمان کا تقاضا ہے کہ آدمی یہ اقدام بھی کرگزرے۔

ہجرتِ مدینہ کے اشارے

سورۂ بنی اسرائیل مکی سورت ہے۔اس میں ہجرت مدینہ کا پس منظر اور مستقبل میں اس کے اثرات کا تفصیل سے ذکر ہے۔

مکہ میں اسلام پر آزادی سے عمل کرنے اور اس کی دعوت وتبلیغ کی راہیں مسدود ہورہی تھیں۔آپؐ اور آپ کے اصحاب سخت آزمائشوں اور مشکلات سے گزر رہے تھے۔مشرکین چاہتے تھے کہ مکہ میں آپ کے قدم کسی طرح جمنے نہ پائیں۔اس کے لیے وہ ہزار تدبیریں کررہے تھے۔قرآن نے کہا: انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کو مکہ سے نکالنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے قانون کے تحت وہ خود بھی دیر تک یہاں نہیں رہ پائیں گے:

وَإِن كَادُوا لَيَسْتَفِزُّونَكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجوكَ مِنْهَا وَإِذاً لاَّ يَلْبَثُونَ خِلافَكَ إِلاَّ قَلِيلاً۔ سُنَّةَ مَن قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِن رُّسُلِنَا وَلاَ تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلاً۔ (بنی اسرائیل:۷۶،۷۷)

وہ تو یہ چاہتے تھے کہ تمہیں دق کر کے اس زمین (مکہ) سے نکال دیں۔ اس صورت میں تمہارے بعد یہ بھی وہاں کم ہی ٹھہر پائیں گے۔ یہ اللہ کی سنت ہے اپنے رسولوں کے سلسلہ میں جنہیں ہم نے تم سے پہلے بھیجا ہے۔ اس میں تم کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔

حکم ہوا، آپ دعا کریں:

وَقُل رَّبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَل لِّي مِن لَّدُنكَ سُلْطَاناً نَّصِيراً۔ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقاً۔ (بنی اسرائیل:۸۰۔۸۱)

اور کہو اے میرے رب! مجھے داخل کر سچائی کے ساتھ۔ میرا نکلنا بھی سچائی کے ساتھ ہو۔ تو مجھے اپنی طرف سے ایک اقتدار کو مددگار بنادے۔ کہو: حق آگیا اور باطل مٹ گیا۔ بے شک باطل تو مٹنے ہی والا ہے۔

ہجرت دراصل صداقت اور راستی کا سفر تھا۔ ارشاد ہے کہ دعا کیجیے کہ آپ کا مدینہ پہنچنا اور مکہ چھوڑنا راستی کے لیے ہو، اس میں خلوص ہو اور نیک جذبہ ہو۔ دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ سیاسی طاقت کو تمہارا مددگار بنادے۔

ان آیات میں پہلے مدینہ کا ذکر ہے، جو دارالہجرت تھا، بعد میں مکہ کا ذکر آیا ہے، جہاں سے آپ نے ہجرت کی تھی۔ اس تقدیم کی وجہ ہجرت مدینہ کی اہمیت ہے۔[۱]

یہ اس امر کا اظہار بھی تھا کہ ہجرت مدینہ سے باطل کے ختم ہونے کا آغاز ہوجائے گا، فتح و نصرت کی راہیں ہموار ہوں گی اور مستقبل اسلام کا ہوگا۔

ہجرت مدینہ

قریش نے دیکھا کہ مدینہ کے قبائل آپ کے ہم نوا ہوگئے ہیں اور آپ کے ساتھی آہستہ آہستہ مدینہ کا رخ کررہے ہیں تو انہیں اندیشہ لاحق ہوا کہ آپ بھی کسی وقت

۱۔ ابن عطیہ، المحرر الوجیز: ۵/ ۵۳۰

مدینہ پہنچ جائیں گے، اس کے بعد حالات دوسرا رخ اختیار کر سکتے ہیں، آپ ہمارے خلاف محاذ آرائی بھی کر سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں مشورے کے لیے مختلف قبائل کے سردار 'دارالندوہ' میں جمع ہوئے اور مشورہ کرنے لگے۔ ۱؎

کسی نے کہا: ان کو زنجیر سے باندھ دو اور کسی مکان میں ڈال دو۔ جس طرح نابغہ اور زہیر جیسے زبان آور شعراء ختم ہو گئے، یہ بھی دنیا سے چلے جائیں گے، کسی نے کہا: انہیں مکہ سے نکال باہر کرو، ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ وہ کہاں گئے اور ان کا کیا انجام ہوا۔ ابوجہل نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ ہم اپنے اپنے قبیلے کے ایک معزز اور شریف نوجوان کا انتخاب کریں اور ہر ایک کے ہاتھ میں دھاری دار تلوار ہو اور وہ سب مل کر ایک ساتھ آپ پر حملہ کر کے ختم کر دیں۔ اس طرح ان کے قتل میں تمام قبائل شریک ہوں گے۔ بنو عبد مناف ان سب کا مقابلہ نہ کر سکیں گے اور دیت پر آمادہ ہو جائیں گے اور وہ ادا کر دی جائے گی۔ اس پر سب کا اتفاق ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشرکین کے اس منصوبے سے آگاہ فرما دیا۔ آپ نے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر سونے کی ہدایت فرمائی اور مکان سے اس طرح نکل گئے کہ مشرکین، جو مکان کو گھیرے ہوئے تھے، انہیں اس کا پتہ نہ چلا اور آپ حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ سفر ہجرت پر روانہ ہو گئے۔ صبح جب انہوں نے آپ پر حملہ کرنا چاہا تو دیکھا کہ آپ کے بستر پر حضرت علیؓ آرام کر رہے ہیں۔ اس سے ان کے ہوش اڑ گئے اور وہ آپ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے، لیکن ناکام رہے۔ ۲؎

۱؎ 'دارالندوہ' قصی بن کلاب کا گھر تھا۔ قریش اہم معاملات میں مشورے کے لیے یہاں جمع ہوتے اور فیصلے کرتے تھے۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی: ۲ / ۹۴

۲؎ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مسند احمد، مسند ابن عباس، حدیث نمبر ۳۲۴۱۔ ابن جریر، جامع البیان فی تفسیر القرآن: ۹ / ۱۴۹-۱۵۱۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی: ۲ / ۹۴-۹۷۔ اسی روایت میں ہے کہ مجلس میں نجد کے ایک شیخ کی شکل میں شیطان موجود تھا۔ اس نے ابوجہل کی رائے کی پُرزور تائید کی۔ قاضی عیاض (؟) نے کہا ہے کہ یہ واقعہ، جو حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے، قرآن کے مطابق ہے۔ البتہ شیطان کا انسان کی صورت میں آنا اور تائید کرنا غلط ہے۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ یہ اعتراض صحیح نہیں ہے۔ یہ ناممکن نہیں ہے کہ شیطان کسی انسان کی شکل میں آئے اور تجویز کی تائید کرے۔ التفسیر الکبیر: جلد ۸، جزء ۱۵، ص ۱۲۴-۱۲۵

قرآن مجید نے اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِينَ۔ (الانفال: ۳۰)

یاد کرو جب تمہارے بارے میں وہ لوگ تدبیر کررہے تھے جنھوں نے کفر کیا ہے کہ تمہیں قید کردیں یا قتل کردیں یا تمہیں مکہ سے نکال دیں۔ وہ اپنی تدبیر کررہے تھے اور اللہ تعالیٰ اپنی تدبیر کررہا تھا۔ اللہ تعالیٰ بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔

اسلام کی وسعت

ہجرت کے بعد اسلام نے جو وسعت اختیار کی اور اس کے جو تہذیبی، سماجی اور سیاسی رخ نمایاں ہوئے اس سے مکی اور مدنی دور کا فرق واضح ہوتا ہے۔ ان میں سے چند ایک کا یہاں ذکر کیا جارہا ہے۔

تکمیلِ دین

مکہ میں اسلام کی اصولی تعلیمات نازل ہوتی رہیں، جن میں توحید، رسالت اور آخرت کو دلائل کے ساتھ پیش کیا گیا اور مخالف فکر و خیال کی تردید کی گئی، اصولِ اخلاق بیان ہوئے، عدل و انصاف کے قیام اور حقوق انسانی کی حفاظت پر زور دیا گیا۔ اسی کے ساتھ اللہ کے دین پر صبر و ثبات کی تاکید کی گئی۔ انبیاء سابقین کی تعلیمات، راہِ خدا میں ان کی جدوجہد اور استقامت کے حوالے دیے گئے۔ مدینہ میں ان تعلیمات کی اساس پر مکمل قانون حیات اور نظام شریعت عطا کیا گیا۔ اس میں عبادات (نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج جیسے تعبّدی امور) کی تفصیل تھی۔ خاندان کی تعمیر و تشکیل کے قواعد و ضوابط، معیشت و معاشرت کے قوانین، سیاست و حکم رانی کے راہ نما اصول، حدود و تعزیرات اور ان کے شرائط جیسے تمام انفرادی و اجتماعی امور شامل تھے۔ اس طرح زندگی

کے ہر شعبہ میں قانون شریعت نافذ ہوا اور تمام قوانین پر اس کی برتری قائم ہوگئی۔ حجۃ الوداع کے موقع پر اعلان کردیا گیا:

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسْلاَمَ دِيناً۔ (المائدۃ: ۳)

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کردیا ہے اور تم پر اپنا احسان پورا کردیا ہے اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا ہے۔

یہ تکمیلِ دین کا اعلان تھا۔ یہ پوری زندگی کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخری راہ نمائی تھی۔اس کے بعد کسی اور راہ نمائی کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

سیاسی اقتدار

مکہ میں انتہائی سخت اور نازک حالات کے باوجود اہل ایمان کو غلبہ اور کام رانی کی بشارت دی گئی۔ ہجرت مدینہ کے بعد اعلان کیا گیا کہ اللہ کا دین غالب ہوکر رہے گا۔ دنیا کی کوئی طاقت اس کی راہ میں مزاحم نہیں ہوسکتی۔ اسے زیر کرنے کی تمام کوششیں اور تدبیریں ناکام ہوں گی:

يُرِيدُونَ أَن يُطْفِؤُواْ نُورَ اللّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللّهُ إِلاَّ أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ۔ هُوَ الَّذِيَ أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ۔ (التوبۃ: ۳۲،۳۳)[۱]

وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مونھ سے (پھونک مارکر) بجھادیں اور اللہ کا فیصلہ ہے کہ وہ اپنے نور کو مکمل کرکے رہے گا، چاہے کافروں کو یہ ناپسند ہی کیوں نہ ہو۔ وہ اللہ ہی کی ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے، تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کردے، چاہے مشرکین اسے ناپسند ہی کیوں نہ کریں۔

۱؎ یہ آیت الفاظ کے تھوڑے سے فرق کے ساتھ سورۃ الفتح (آیت ۲۸) اور سورۃ الصّف (آیت ۹) میں بھی آئی ہے۔

مکہ میں اہل ایمان کو اقتدار حاصل نہ تھا۔ مدینہ میں انہیں اقتدار عطا کیا گیا۔ مکہ میں وہ آزادی سے اللہ کے دین پر عمل نہیں کر پارہے تھے۔ اب وہ پورے اطمینان سے اس پر عمل کر سکتے تھے:

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ آمَنُوا مِنکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُم فِیۡ الۡأَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِن قَبۡلِھِمۡ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمۡ دِیۡنَھُمُ الَّذِیۡ ارۡتَضٰی لَھُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّھُم مِّن بَعۡدِ خَوۡفِھِمۡ أَمۡناً یَعۡبُدُونَنِیۡ لَا یُشۡرِکُونَ بِیۡ شَیۡئاً وَمَن کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَأُوۡلٰئِکَ ھُمُ الۡفٰسِقُونَ۔(النور:۵۵)

اللہ نے وعدہ کیا ہے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک اعمال انجام دیے ہیں ان کو وہ زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح اس نے ان سے پہلے کے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا اور ان کے دین کو ضرور جمادے گا جسے اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے اور ان کی حالت خوف کو ضرور حالتِ امن میں تبدیل کردے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔ جو اس کے بعد کفر کا راستہ اختیار کریں وہی فاسق ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوا اور اہل ایمان کو زمین کے ایک بڑے حصہ پر اقتدار حاصل ہوا۔ سن ۶ ھ میں صلح حدیبیہ ہوئی، جس میں اسلام کو ایک سیاسی طاقت کی حیثیت سے اہل مکہ نے تسلیم کیا اور وسیع پیمانہ پر اسلام کی دعوت کے مواقع حاصل ہوئے۔ دو سال بھی اس پر گزرنے نہیں پائے تھے کہ سن ۸ ھ میں فتحِ مکہ کے بعد جوق در جوق قبائل کے قبائل اسلام میں داخل ہونے لگے اور فتح و نصرت کا منظر ہر طرف دیکھا جارہا تھا:

إِذَا جَاءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَالۡفَتۡحُ۔ وَرَأَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُونَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ أَفۡوَاجاً۔ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَاسۡتَغۡفِرۡہُ إِنَّہُ کَانَ تَوَّاباً۔ (النصر)